جمعیت علمائے ہند

جمعیت علمائے ہند غیر منقسم ہندوستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور تجدید واحیائے دین کی علمبردار ایک عظیم جماعت ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے دین کی تجدید واحیاء کا جو عظیم کام شروع ہوا تھا' اسے بعد ازاں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان نے آگے بڑھایا۔ یہ جماعت علماء کا پہلا طبقہ تھا۔

اس کے بعد ۱۸۵۷ء کا وحشت وبربریت کا دور آیا۔ اس میں سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی' ان کے پیر بھائی حافظ محمد ضامن شہید' مولانا رشید احمد گنگوہی' مولانا محمد قاسم نانوتوی نے سر دھڑ کی بازی لگائی۔ معرکہ شاملی میں جہاد بالسیف بھی کیا۔ یہ جماعت علماء کا دوسرا طبقہ تھا۔ انگریزی غلبہ کے بعد ان حضرات میں سے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور مولانا رحمت اللہ مکہ مکرمہ ہجرت فرما گئے۔ دوسرے حضرات نے دینی درسگاہ پر زور دیا۔ چنانچہ دار العلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے بعد صحیح طور پر اس مسند پر متمکن ہونے والی عظیم ترین مفکر شخصیت حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک طرف تو ایسے رفقائے کار عطا فرمائے جو آسمان رشد وہدایت کے آفتاب تھے مثلاً" شاہ عبد الرحیم رائے پوری' مولانا سید تاج محمود امروٹی' مولانا غلام محمد دین پوری وغیرہم اور دوسری طرف مولانا عبید اللہ سندھی' مولانا انور شاہ کشمیری' مولانا حسین احمد مدنی' مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہم جیسے اہم حضرات کو جنہیں آسمان علم کے روشن ستارے کہا جائے تو بجا ہوگا۔ یہ حضرات قدرت نے آپ کے حلقہ تلامذہ میں داخل فرمائے۔ یہ جماعت علماء کا تیسرا طبقہ ہے۔

جمعیت علماء کا چوتھا طبقہ ان حضرات کا ہے جو حضرت شیخ الہند کے رنگ میں رنگے گئے۔ کچھ عرصہ اس طبقہ کے سرگروہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رہے۔ آپ کے بعد ۳۳ سال مولانا حسین احمد مدنی اس طبقہ کے سرگروہ رہے۔ ۱۹۴۲ء تک اس طبقہ (جمعیت علماء) کی ایک ہی رائے ہوتی تھی لیکن اس کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانی بعض اختلافات کی بنا پر دیوبند سے ڈابھیل چلے گئے اور پھر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار فرمالی اور مسلم لیگ کی مناسبت

سے جمعیت علماء اسلام کی بنیاد ڈالی کیونکہ وہ مسلمانوں کے لیے قانون اسلام پر عمل کرنے کے لیے ایک جدا وطن چاہتے تھے جو مسلم لیگ لے کر اٹھی تھی۔ ان کے خلوص کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے تاکید کی تھی کہ اگر ان کا پاکستان بننے سے پہلے انتقال ہو جائے تو انہیں اس جگہ دفن کیا جائے جہاں پاکستان بننا یقینی ہو۔ انہوں نے اور ان کے سب عظیم ساتھیوں نے اس ملک کے لیے پوری جدوجہد سے کام لیا۔

دوسری طرف مولانا حسین احمد مدنی اور باقی سب علماء تھے ان کا اس وقت یہ نظریہ تھا کہ مسلمانوں کے لیے نقل آبادی اور جدا وطن مناسب نہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کے لیے قرارداد پاس کر کے یہ فارمولا پیش کیا کہ

☆ ا۔ صوبے خود مختار ہوں ☆ ۲۔ مرکز کو صرف وہی اختیارات ملیں جو تمام صوبے متفقہ طور پر مرکز کے حوالے کر دیں اور جن کا تعلق تمام صوبوں سے یکساں ہو ☆ ۳۔ ان مشترک اختیارات کے علاوہ جن کی تصریح مرکز کے لیے کر دی گئی ہو' باقی تمام تصریح کردہ اور غیر مصرحہ اختیارات صوبوں کے حوالے ہوں ☆ ۴۔ مرکز کی تشکیل ایسے تناسب سے ہو کہ اکثریت اقلیت پر زیادتی نہ کر سکے مثلاً" پارلیمنٹ کے ممبروں کی تعداد کا تناسب یہ ہو: ہندو ۴۵۔ مسلمان ۴۵۔ دوسری اقلیتیں ۱۰۔ ☆ ۵۔ جس مسئلہ کے متعلق مسلم ممبران کی اکثریت فیصلہ کر دے کہ اس کا تعلق مذہب سے ہے وہ پارلیمنٹ میں پیش نہ ہوں گے۔

اس فارمولے کے فائدے یہ ہوں گے کہ (الف) اہم پورٹ فولیو (قلمدان وزارت) کی تقسیم مساوی طور پر ہوگی (ب) صوبہ سرحد' صوبہ سندھ' صوبہ بلوچستان اور اگر کشمیر کو ایک صوبہ کی حیثیت دی جائے تو صوبہ کشمیر' پورا صوبہ پنجاب' کیمل پور سے سہارنپور کی سرحد تک' پورا صوبہ بنگال' مسلم اکثریت کے زیر اقتدار ہوں گے۔ اس طرح ہندوستان کے چودہ صوبوں میں سے پانچ صوبے ایسے ہوں گے جہاں مسلم اکثریت کا اقتدار ہوگا اور کشمیر سمیت پندرہ میں سے پانچ صوبے ایسے ہوں گے (ج) صوبہ دہلی اور صوبہ آسام میں مسلمان ۳۴ فیصد ہیں' حکومت میں مسلمانوں کا حصہ مساوی کے قریب ہوگا۔ ملازمتوں اور اسمبلیوں میں ان کا حصہ ۳۰ یا ۳۳ فیصد ہوگا۔

جمعیت علمائے ہند کے اکابر اپنی جگہ کامل اخلاص کے حامل تھے۔ انہوں نے اسلاف کے طرز پر زندگی گزاری تھی۔ استبداد انگریز کے مقابلہ میں ساری عمر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کی تھیں۔ مولانا آزاد ذہین ترین انسان تھے تاحیات جمعیت سے تعلق رہا۔ حضرت

شیخ الہند کے پروردہ تھے۔ ان پر ان کی نظر شفقت رہی۔ انہوں نے اپنے نظریہ کے ناکام ہونے کے بعد نواب ممدوٹ کے ذریعے قائد اعظم سے کہلایا کہ وہ بنگال چھوڑ دیں اور پنجاب پورا لے لیں لیکن قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ کیا جائیں اور وہ کانگریس کو اس پر کیسے راضی کریں گے؟ اس کے بعد انہوں نے پھر لیاقت علی خان کی زبانی کہلایا کہ میں کانگریس سے منوا لوں گا کیونکہ اس علاقہ میں سکھوں کی اکثریت ہے اسے پاکستان میں داخل کر دیں۔ لیکن انہوں نے آکر جواب دیا کہ قائد اعظم منظوری کے دستخط کر آئے ہیں۔ اس کے بعد قائد اعظم جو آہنی عزائم والے انسان تھے، کتنے پریشان ہوئے اور مولانا آزاد نے ان سے ایک بار کہا تھا کہ آپ جلدی نہ کریں، دس سال مل کر کوشش کریں گے تو نقشہ ہی بدل جائے گا جس پر قائد اعظمؒ نے فرمایا کہ دس سال بہت ہوتے ہیں۔ مولانا آزاد نے فرمایا کہ قوموں کی قسمت کے فیصلوں کے لیے دس سال کا عرصہ زیادہ نہیں ہوتا۔

فارمولے کی مذکورہ دستاویز سے اور اس کے ماسبق وما بعد عبارتوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان حضرات کا یعنی جمعیت علمائے ہند اور مسلم لیگ مع جمعیت علماء اسلام کا اصل اختلاف دراصل اس بارے میں تھا کہ مسلمانوں اور اسلام کے لیے کون سی صورت زیادہ نفع بخش ہے۔ صوبائی خود مختاریاں دلائی جائیں تو بہتر رہے گا جس میں کلکتہ جیسا بڑا شہر مع قرب وجوار کے فولادی کارخانوں کے مسلم اکثریت کے تحت آ جاتا ہے یا مسلمانوں کے لیے جدا حدود اور جدا وطن کا مطالبہ مسلمانوں اور اسلام کے لیے زیادہ مفید ہے۔ لیکن جمعیت علماء ہند انتخابات میں ناکام ہو گئی اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت قرار پائی اور مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی۔

لیکن جیسے کہ ایک مثال مولانا آزاد کے اخلاص کی دی گئی، یہی حال جمعیت کے سب اکابر کا رہا۔ انہوں نے کبھی پاکستان کی مخالفت تو کیا کمزوری بھی نہیں چاہی۔ پاکستان کی مضبوطی سے ہندوستان کے مسلمانوں کی کمر مضبوط ہوتی ہے اور اس کی کمزوری سے وہاں کا مسلمان نڈھال ہو جاتا ہے کیونکہ اسلام کا رشتہ سب رشتوں پر غالب ہے۔ چنانچہ مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے جب کسی نے ایک مجلس میں پوچھا کہ حضرت! پاکستان کے لیے اب آپ کا کیا خیال ہے تو حسب معمول سنجیدگی وبشاشت سے فرمایا کہ "مسجد جب تک نہ بنے، اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن وہ جب بن گئی تو مسجد ہے۔"

(شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، بترمیم)